مشرق میں وحشی منگولوں کے تیر اندازوں کی یلغار اور مغرب میں زرہ پوش صلیبی سرداروں کے درمیان تیرھویں صدی عیسوی کے ابتدائی حصہ میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسلام ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔ مگر اسی صدی کے آخری حصہ میں صورت حال کتنی مختلف ہو چکی تھی۔ آخری صلیبی اس وقت سمندر میں دھکیلا جا چکا تھا۔ گیارہ تاتاری خانوں میں سے ساتویں خان نے، جن میں سے اکثر کے یہاں عیسائی بیویاں تھیں اور وہ عیسائیت کی طرف مائل تھے، بالآخر اسلام کو سرکاری مذہب کے طور پر تسلیم کر لیا۔ محمد ﷺ کے مذہب کی یہ کیسی شاندار فتح تھی۔ بالکل سلجوقوں کے معاملہ کی طرح، مسلمانوں کے مذہب نے وہاں کامیابی حاصل کر لی جہاں ان کے ہتھیار ناکام ہو چکے تھے۔ ہلاکو کے ہاتھوں اسلامی تہذیب کی بے رحمانہ تباہی کے بعد نصف صدی سے بھی کم مدت میں اس کا پوتا غازان مسلمان ہو کر اسی تہذیب کو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ وقت اور قوت خرچ کر رہا تھا۔

اندازہ فرمائیے جو کام تیر و تلوار سے سر انجام نہ دیا جا سکا وہ خاموش دعوت و تبلیغ سے انجام کو پہنچ گیا۔ علامہ تقی الدین ابن تیمیہ نے مصر و شام کے مسلمانوں کو اکٹھا کر کے یہ نعرہ دیا کہ "جنگ کا علاج جنگ ہے۔" (الحرب انقی للحرب)

لیکن وہ انتہائی فوجی قوت سے اسے ختم نہ کر سکے۔ اس وقت اسلام کی دعوتی قوت ظاہر ہوئی اور اس نے تاتاریوں کے مسئلہ کو نہ صرف ختم کیا بلکہ انھیں اسی اسلام کا خادم بنا دیا جس کی جڑیں کھودنے کے لئے وہ قسمیں کھا چکے تھے۔

علامہ ابن کثیر نے اپنی مشہور تاریخ البدایۃ والنہایۃ میں تاتاریوں کے ایمان لانے کی کیفیت کو ۶۹۴ھ کے واقعات کے تحت یوں لکھا ہے۔

"اس سال چنگیز خان کا پڑپوتا قازان تاتاریوں کا بادشاہ ہوا، اور امیر توزون کے ہاتھ پر علانیہ مشرف بہ اسلام ہوا، اور تاتاری کل یا بیشتر اسلام میں داخل ہو گئے۔ جس روز بادشاہ نے اسلام قبول کیا اس روز سونا، چاندی اور موتی لوگوں کے سروں پر نچھاور کئے گئے۔ اس نے اپنا نام محمود رکھا اور جمعہ اور خطبہ میں شرکت کی۔ بہت سے بت خانے گرا دیئے اور ان پر جزیہ مقرر کیا۔ بغداد اور دوسرے شہروں اور ملکوں کی غصب کی ہوئی چیزیں واپس کی گئیں اور انصاف کیا گیا۔ اور لوگوں نے تاتاریوں کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی اور اللہ تعالی کے فضل و احسان کا شکر ادا کیا۔ (البدایۃ والنہایہ جلد ۱۳ ص ۲۴۰)

یہ ہے اسلام کی روحانی طاقت کا معجزہ اور چند گمنام اور مخلص داعیوں کی دعوت کا ثمرہ اور نتیجہ۔ کاش اس وقت بھی اللہ کا کوئی بندہ اسلام کی اس دعوت کو لے کر اٹھے اور وقت کے چنگیز خانوں کی اولاد کو حلقۂ اسلام میں داخل کرنے کی سعی کرے، لیکن آج ہمارا دعوتی نظام جن ہاتھوں میں ہے وہ اسلام کی دعوت تو نہیں دیتے بلکہ اپنی سیادت کے بت کو پوجنے کی دعوت دیتے ہیں۔

قلم برداشتہ　　مولانا محمد عبدالحق

"ایک ضروری وضاحت"

مولانا محمد یوسف لدھیانوی کی خدمت میں

مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ شب و روز خدمت دین کی محنت میں مصروف ہیں۔ جرائد و اخبارات میں بھی ان کے علمی مقالات شائع ہوتے رہتے ہیں۔ "آپ کے مسائل اور ان کا حل" ان کا خاص موضوع ہے۔ ماہنامہ بنیات۔ اقراء ڈائجسٹ۔ اور روزنامہ جنگ کراچی میں بھی ہفتہ وار موجودہ مسائل اور استفسارات پر ان کے علمی جوابات شائع ہوتے ہیں۔ مختلف اوقات میں ان کے تحریر کردہ علمی جوابات کا مجموعہ اب کتابی شکل میں شائع ہو چکا ہے۔ اس وقت یہ چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کی جلد اول میں راقم کا ایک خط شریک اشاعت ہے۔ مولانا کی تحریر سے مترشح ہوتا ہے کہ انہوں نے میرے خط کو ایک خاص نظریہ پر محمول کیا ہے۔ حالانکہ اس خط سے میرا وہ مقصد نہیں تھا جس پر انہوں نے اس کو محمول کیا ہے اس بنا پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس کے پس منظر کی وضاحت کی جائے۔ ماہنامہ بنیات کراچی کی اشاعت رمضان و شوال ۱۴۰۱ھ مطابق اگست ۱۹۸۱ء میں "مسائل و احکام" کے زیر عنوان فضل القیوم نامی سائل کے ایک اہم سوال کے جواب میں مولانا نے تحریر کیا۔

"اہل سنت کے نزدیک یزید پر لعنت کرنا جائز نہیں یہ رافضیوں کا شعار ہے۔"

اس پر میں نے مولانا کو ایک عریضہ تحریر کیا کہ بعض حضرات لعنت یزید کے قائل ہیں۔ ان میں سے قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ، ترجمان مسلک اہل دیوبند مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اور صاحب تفسیر روح المعانی علامہ آلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں اور اس ضمن میں احقر نے قاضی صاحب کی کتاب "السیف المسلول" اور قاری محمد طیب صاحب کی کتاب "شہید کربلا اور یزید" اور علامہ آلوسی کی تفسیر "روح المعانی" سے چند عبارات نقل کر کے ان کے خدمت میں ارسال کیں۔ ان عبارات کے تحریر کرنے کے بعد میں نے مولانا کو لکھا

"آپ جیسے معتدل اور متین صاحب علم پر ضروری ہے کہ اس مسئلہ کی تنقیح فرما کر جواب عنایت فرماویں اور اکابر اہل سنت کے ان مختلف اقوال کے درمیان تطبیق دے کر ذہنی الجھن کو دور فرماویں۔"

میرے اس خط کا مقصد یہی تھا کہ ان متضاد عبارات میں تطبیق کی کیا صورت ہو سکتی ہے جیسا کہ میری عبارت سے واضح ہے نا یہ کہ میں لعنت یزید کے جواز کا قائل ہوں۔ اور میرے اس خط کے جواب میں مولانا نے مجھے درج ذیل والانامہ تحریر کیا۔

محمد یوسف لدھیانوی
ماہنامہ "بینات" نیو ٹاؤن کراچی ۵

مخدوم و مکرم! زیدت معالیکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج گرامی! نامہ کرم نے ممنون فرمایا۔ نیز یہ کہ آپ نے میری ایک تحریر کا جناب نے حوالہ دیا ہے ایک خاص جھگڑے کو فرو کرنے کے لئے تھی۔ مگر میرے رفیق نے اسے بغیر علم و اطلاع کے بعینہ شائع کر دیا۔ اور میں نے بھی اسے چھپنے کے بعد ہی پڑھا۔ آنجناب نے بہت ہی کرم فرمایا کہ اس کی طرف توجہ دلائی۔ میں کوشش کروں گا کہ فرصت ملے تو اس مسئلہ پر کچھ زیادہ تفصیل کے ساتھ لکھوں۔ جہاں تک میں نے غور کیا ہے ہمارے اکابر کا مسلک وہی ہے جو میں نے ملا علی قاری کی عبارت سے نقل کیا ہے۔ فلا شك ان السكوت اسلم۔ واللہ اعلم
لیکن اگر ہمارے اکابر کا مسلک سمجھنے میں مجھ سے غلطی ہوئی ہو تو میں اپنی غلطی سے رجوع کر سکتا ہوں۔ اور جو کچھ اکابر نے فرمایا ہے اسکو درست سمجھتا ہوں۔

جہاں تک دو قسم کی عبارتوں کے درمیان تطبیق کا تعلق ہے اس کی صورت میں یہ سمجھتا ہوں کہ بعض حضرات کے نزدیک وہ مومن تھا مگر فاسق۔ اس لئے اس پر لعنت صحیح نہیں۔ اور بعض کو اس کے ایمان میں بھی تردد ہے۔ بلکہ یہ کہنا صحیح ہوگا کہ اس کے کفر کا یقین ہے۔ صاحب روح المعانی کا رجحان اسی طرف معلوم ہوتا ہے۔ امید ہے مزاج بعافیت ہوں گے۔ والسلام

محمد یوسف
۲۶/۱۱/۱۴۰۱ھ

لدھیانوی
کراچی نمبر